THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal

ISSN: 2413-7480 (Print Version) | 2617-4308 (Online Version)

DOI: 10.29370/siarj | Bi-Annual | Print & Online

اسلام اور مسیحیت میں تقسیم میراث کے قوانین: ایک تقابلی جائزہ

LAWS OF INHERITANCE IN ISLAM AND CHRISTIANITY: A COMPARATIVE ANALYSIS

1 **Mehrnnisa Shaikh**

PhD Research Scholar, Department of Comparative Religion and Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

mehrnnisa@gmail.com https://orcid.org/0000-0001-5901-1706

2 **Abdul Rahman Kaloi** Corresponding Author

Associate Professor, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro, Sindh, Pakistan.

abdrehman@usindh.edu.pk https://orcid.org/0000-0002-4397-9306

How to Cite This Article

Shaikh, Mehrnnisa, and Abdul Rahman Kaloi. "LAWS OF INHERITANCE IN ISLAM AND CHRISTIANITY: A COMPARATIVE ANALYSIS." The Scholar Islamic Academic Research Journal 11, no. 2 (December 2025).

Indexing: DOAJ – Directory of Open Access Journals | DOI **Registration**: Crossref

VOLUME	ISSUE	PAGES
11	2	120-137

ARTICLE DOI Click to open https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

Web: https://siarj.com **Language:** Urdu (with abstract in English)

RECEIVED 15 Aug 2025 | ACCEPTED 20 Nov 2025 | PUBLISHED 28 Dec 2025

Publisher Research Gateway Institute *Sindh, Pakistan*

OPEN ACCESS CC BY-NC-SA 4.0

© 2025 The Author(s). Published in The Scholar Islamic Academic Research Journal by Research Gateway Institute, Pakistan. Licensed under CC BY-NC-SA 4.0.

OPEN ACCESS

BY NC SA

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

اسلام اور مسیحیت میں تقسیم میراث کے قوانین: ایک تقابلی جائزہ

LAWS OF INHERITANCE IN ISLAM AND CHRISTIANITY: A COMPARATIVE ANALYSIS

Mehrnnisa Shaikh, Abdul Rahman Kaloi

ABSTRACT:

This research includes a comparative study and analysis of law of inheritance between Christianity and Islam. Inheritance is the process of distribution of property after the death of its owner or a distribution of the deceased's assets. The siblings of the dead body are entitled to have property, and it will be transferred from one person to another. Every religion has got its own beliefs, laws and conduct based on different aspects of human being life. This study is conducted to find out of the laws of inheritance between two major religions of the world. Further, by this study, it will highlight that who will be the inheritor and non-inheritor of the deceased and how much share will be given to each inheritor. Christianity has law of inheritance which is taken from Holy Bible as they follow the laws of Judaism. The law of Islamic inheritance has been derived from the Holy Quran that has given the pure form and the principles of inheritance that are based on the necessities, and rights of every closed person to the deceased. In Christianity, the first son is preferred, and, in his presence, other sons also get less shares from their father's property, They prefer first son even he is unlawful/adulterine, but they prefer him because he is born firstly. Through the study, we determined that Islam has the best law of inheritance for the all humanity and has been given the due share to every inheritor. The Holy Quran describes instructions for inheritance in many places but in the three verses of Surah Nisa (v 11, 12 and 176, the guidelines are properly mentioned.

KEYWORDS: Laws of inheritance, inheritors, Islam, Christianity, comparative study.

کلیدی الفاظ: قانون وراثت، ورثاء، اسلام، عیسائیت، تقابلی مطالعہ

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

تعارف:

اسلام کا مقصد ایک پر امن معاشرہ کا قیام ہے، جہاں انسانوں کو باہمی محبت والفت قائم کر کے فساد سے بچانا ہے۔اور یہ تب ہی ممکن ہے جب معاشرے میں رہنے والے افراد خاص طور پر ایک ہی خاندان کے لوگ فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے والے اسباب سے بچ کر پر سکون زندگی گزارنے لگیں۔[1] ہر انسان دنیا میں پیدا ہوتے ہی اپنی ضروریات بھی ساتھ لے کر آیا ہے اوران ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسے معاش کی ضرورت پڑتی ہے،ان کے لیے کچھ وسائل اور آمدنی کے ذرائع ہوتے ہیں جو ہر انسان کو میسر ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ دنیا میں کسی کو یہ وسائل کم اور کسی کو زیادہ مہیا ہوتے ہیں۔[2]

ہر ایک کا سامان یا ضروریات زندگی دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، جن کے وہ خود مالک ہوتے ہیں، یا وہ ان کی ذاتی ملکیت کہلاتی ہے، اور اس ملکیت پر اسے پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن اس کی وفات کے بعد وہ اپنی ملکیت کا مالک نہیں رہتا وہ اسے اپنے آگے والوں کے لیے چھوڑ کر چلا جاتا ہے، جسے اصطلاح میں ترکہ کہا جاتا ہے .

اسلام اللہ کا پسندیدہ مذہب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے خود فرمایا کہ :

ان الدين عند الله الاسلام[3]

"اللہ کے نزدیک بہتر دین اسلام ہے"

اسلام میں اللہ تعالی نے جو میراث کے اصول بیان کئے ہیں، وہ خالص انصاف پر مبنی ہیں۔کیوں کہ اللہ کی ذات علیم ہے اسے انسان کی ضروریات کا علم خود انسان سے زیادہ ہے۔اور وہ عادل ہے اس نے اس کے پیچھے ورثاء جس میں اس کے والدین،اولاد اور قریبی رشتہ دار ہیں ان کے لیے خیر خواہی کا معاملہ کیا ہے۔مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ کے حکم کے سامنے اپنے سر جھکائے ، لیکن عہد حاضرہ میں ہمارے معاشرے میں وراثت کے بارے میں کافی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔اس میں انسان کے ذہن میں آنے والے سوالات کہ ترکہ کیا ہے؟ اسے تقسیم کرنا کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟ ترکہ کے حقدار کون ہیں اور کن صورتوں میں ان کے حصص کیا کیا ہیں؟ ان سب

---

[1] Dhu al-Faqar Ali, Hafiz, Taqseem-e-Mirath ke Sharee'i Ahkaam (Lahore: Maktaba Baith al-Islam Lahore, n.d.), 1.
[2] Muhammad, Abd al-Muneeb, Taqseem-e-Wirath aur Hamara Muashra (Lahore: Mashraba Ilm wa Hikmat [Dar al-Shukr], n.d.), 5.
[3] Quran 3:19.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

سوالات کے جوابات کے لیے ہمارے عالم حضرات نے بہت جدوجہد کی، لیکن ہمارا معاشرہ اس پر بہت ہی کم عمل کرتا ہے۔[4]

حقوق العباد کو ادا کرنا ہمارے معاشرے کی اہم ذمہ داری اور بنیاد ہے، جس کا ذکر اللہ تعالی نے توحید کے بعد سب سے زیادہ کیا ہے کہ اگر اس میں کوتاہی کی گئی تو یہ دنیا اور آخرت میں بہت بڑے خسارے کا باعث بن سکتا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے اہم یہ میراث کی عادلانہ تقسیم ہے، جس میں اگر ناانصافی سے کام لیا گیا تو بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے۔[5]

اللہ تعالی نے مال کو بہت بڑی نعمت بنایا جس سے دنیا کی زندگی خوشحال گزار سکیں، لیکن جہاں یہ بہت بڑی نعمت ہے وہی یہ ایک امتحان بھی ہے کیونکہ مال اور دولت چاہے جتنا بھی آخر کار انسان اس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اگر مال کا مالک اسے چھوڑ کر اس جہان سے چلا جائے اور اس کے مال کی تقسیم کا کوئی باضابطہ انتظام کیا جائے اور بلکل انصاف کے ساتھ معاملات طئے کئے جائیں۔ تقسیم میراث میں کوتاہی وہ سنگین مسئلا ہے جس سے آج کا ہر مسلمان بدقسمتی سے دوچار ہے، اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ کسی کو اس کا احساس بھی نہیں کہ ہم ایک گناہ عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میراث کو شرعی طریقے سے تقسیم کرنا اور ہر وارث کے حصے معلوم کرنا اتنا آسان نہیں کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان اسے جانتا ہو، یقیناً اکثر علماء بھی جب کچھ عرصے کے لئے اس علم کو پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیتے ہیں تو ورثاء کے حصص ذہن سے نکل جاتے ہیں، جب کہ یہ ایک عالم کو یہ معلوم ہو کہ کس وارث کا کتنا حصہ ہے۔ ایسی صورتحال میں ہونا تو یہ چاہئے کہ علماء کرام اور مفتیان عظام کے پاس لوگوں کی قطاریں لگی ہوں اور میراث کے مسائل پوچھ رہے ہوں، کیونکہ ہر روز پورے ملک میں ہزاروں لوگ اس دار فانی سے رخصت ہوتے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کے کوئی شخص بھی علماء سے میراث کی تقسیم کا سوال نہیں کرتا یہی اس بات کی علامت ہے کے ہمارے معاشرے میں میراث کی شرعی تقسیم نہیں ہو رہی اور لوگ حرام کھا بھی رہے ہیں اور پہن بھی رہے ہیں، ان حالات میں کیا امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالی ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ ایک حدیث کے مفہوم میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نہایت پراگندہ حال بال بکھرے ہوئے حالت سفر میں آسمان کی

---

[4] Muhammad, Abd al-Muneeb, Taqseem-e-Wirath aur Hamara Muashra, 7.
[5] Dhu al-Faqar Ali, Hafiz, Taqseem-e-Mirath ke Sharee'i Ahkaam (Lahore: Maktaba Baith al-Islam Lahore, n.d.), 1.

طرف منہ کرکے یارب یارب کہہ کر دعامانگتا ہے حالانکہ اس کا کھانا پینااور اس کا پہنا ہوا حرام کا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟[6]

قانون وراثت شریعت محمدیہ میں ایک اہم معاشرتی نظام کی طرف ہماری طوجہ مبذول کرواتا ہے، جس سے آپس کے لا متناہی خاندانی جھگڑوں سے نجات مل جاتی ہے، جو کہ جو کے ایک خاندان کے سرپرست کے پاجانے کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔یہ ایک ایسااہم خاندانی مسئلہ ہے جس کے بارے میں مسلمانوں کی اکثریت یاتو پوری طرح واقف ہی نہیں ہوتی اور اگرچند مسائل سے واقف ہوں بھی تو ورثاء کے ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے، یاپھر ہر کوئی اپنے مفاد کے لئے اسکی تاویل کرتا ہے جو کہ ایک غلط لعام رسم بن چکی ہے۔اسلام میں جو قوانین بیان کئے گئے ہیں، وہ بلکل نئے نہیں ہیں بلکہ اسی عرب کے دستور میں ترمیم کی گئی ہے۔اسلام سے پہلے عورتوں کے حصے متعین نہیں تھے،انہیں اسلام نے حصے دلائے۔اسلام ہر وارث کا حصہ متعین کرتا ہے جس کی بنیاد قرابت پر کی گئی ہے نہ کہ ضرورت مندوں پر۔قرابت سے مراد خون کے رشتے یانکاح کے ذریعے کئے گئے رشتے ہیں۔

پس منظر: سعد بن ربیع جن کی بیوہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائیں،اور شکایت کرنے لگیں کہ میرے شوہر آپ ﷺ کے ساتھ تھے غزوہ احد میں اور اسی میں شہید ہوئے تھے ان سے مجھے دو بیٹیاں ہیں اور اب ان کے چچا ان کو جائیداد میں سے کچھ نہیں دے رہے اگر ان کے پاس کچھ نہیں ہوگا، تو ان کی شادیوں کے مسئلے ہونگے۔اس کے بعد ان کے لیے آیات نازل ہوئیں جن میں ان بیٹیوں کے لیے دو تہائی حصہ اور اس بیوہ کا آٹھواں حصہ اور چچاؤوں کیے ٪20 حصہ مقرر ہوا۔

اللہ تعالی نے سورہ نساء میں عورتوں کے حقوق کے ساتھ باقی ورثاء کے حصے بھی بیان فرمادیے۔

علم میراث کا تعارف:

میراث عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وراثت مال وراثت یامیت کے ترکے کے آتے ہیں۔ارث اور میراث آپس میں مترادف الفاظ ہیں۔اور ان سے مراد میت کا ترکہ ہوتا ہے۔عام طور پر کسی شخص کے مرنے پر اس کی ملکیت عنوانات،قرضے اور اس پر موجود ذمہ داریاں اسکی وراثت تصور کی جاتی ہیں۔یہ معاشرے کا ایک بنیادی عنصر ہے۔وراثت کے قوانین مختلف ادیان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لفظ "میراث" واحد ہے،اس کی جمع مواریث

[6] Al-Nawawi, Yahya bin Sharaf, Sharh Muslim lil-Nawawi, vol. 7, Hadith 1015, 88.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

آتی ہے جس کے معنیٰ "ترکہ" کے ہیں، جس علم میں میراث کے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔اس کو علم میراث کہا جاتا ہے۔اور علمِ میراث کو علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔فرائض فریضہ کی جمع ہے جو فرض سے لیا گیا ہے جس کے معنیٰ "متعین" کے ہیں کیونکہ وارثوں کے حصے شریعت اسلامیہ کی جانب سے متعین ہیں اس لیے اس علم کو علم الفرائض کہا جاتا ہے۔

ترکہ: جو مال و دولت میت چھوڑ کر جائے اسے میراث کے علاوہ ترکہ بھی کہا جاتا ہے،۔اسے اصطلاح میں ترکہ کہا جاتا ہے۔الترکہ عربی زبان کا لفظ ہیں جس کے لغوی معنی ہیں، چھوڑنا۔یعنی جو مال میت چھوڑ کر جاتا ہے، اسے اصطلاح میں ترکہ کہا جاتا ہے۔میت کے اس مال کو بعد میں اس کے جانے کے بعد اس کے باقی ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

لفظ ترکہ میں میت کے وہ سب مال و جائیدا آجاتے ہیں، جو میت نے اپنی زندگی میں استعمال کیا ہو، یا جس دولت کا وہ اپنی زندگی میں مالک رہا ہو، وہ سب اس میں آجاتے ہیں، مثال دکان، مکان، سونا، چاندی، کرنسی وغیرہ۔یعنی ہر وہ چیز جو اس نے اپنی زندگی میں استعمال کی ہے، چاہے وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں، مثال، الماری، کتابیں، کرسی، میز وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس کی استعمال شدہ کپڑے جو اس نے پہنے ہوئے ہوں اس کی جائے نماز جس پر اس نے نمازیں ادا کی ہوں، اس کے گھر میں رکھا ہوا فرج جو استعمال شدہ ہو، اس کی موٹر سائیکل جس پر وہ سوار ہوتا ہو، سب ترکہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔مطلب کہ اس کی زندگی میں ہر وہ چیز جو اس نے استعمال کی ہو چاہے وہ جوتے ہی کیوں نہ ہو، اس کے ترکہ میں شامل ہیں۔یہ سب چیزیں اس نے چھوڑ دی ہیں، اسلیے اب وہ ان کا مالک نہیں رہا، لہذا اسے اس کے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے گا۔اگر کوئی شخص مرض الموت میں چاہتا ہے کہ میرے مرنے سے پہلے میں اپنی جائیداد اپنی زندگی میں ہی اتقسیم کر کے جاؤں تو یہ وصیت کہلاتی ہے، اس میں مریض یہ بتا کر جاتا ہے کہ میری یہ سب جائیداد کا ایسا کرنا یا ایسے اس کی تقسیم کرنا موت کے بعد یہ سب اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔لیکن ایک آدمی جب وہ ابھی زندہ ہے اسے موت کا اندیشہ ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میں یہ مال اپنی زندگی میں ہی تقسیم کرتا جاؤں تو اسے وصیت کہا جاتا ہے، اپنی چیزیں بتا دیتا ہے کہ میرے جانے کے بعد اس مال سے یہ کرنا یا ایسے اس کی تقسیم کرنا یا اس کو کسی کے نام کرنا تو یہ اس کی غلطی ہے اور وہ غلط فہمی کا شکار ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کی ملکیت پر اس کا کوئی حق ہوگا، اس کی ملکیت اب ترکہ بن گئی اور ترکہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ چھوڑ کر جانا۔تو اب اس پر اس کا کوئی حق نہیں یہ سب مال و جائیداد اب اس کے باقی وارثوں کی ہے۔اب ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ جب انسان مر جائے تو اس کے مرنے کے بعد اس کا یہ سامان یا جائیداد سب سے پہلے کس پر یا کہاں پر خرچ کی جائے گی۔

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

شریعت اسلامیہ میں میت کی کل جائیداد میں سے اس کے چار اساسی حق ہوتے ہیں، جن کو اصطلاح میں مصارف ترکہ کہلاتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔[7]

عیسائیت میں تقسیم میراث کے اصول:

عیسائیت ایک مذہبی عقیدے کے طور پر پہاڑوں کی سرزمین سے داخل ہوا، اس مذہب کے پیروکار تقسیم میراث کے حوالے سے شریعت موسوی پر عمل پیرا ہیں۔ وراثت کے حقوق کے بارے میں جو قانون بائبل نے دیا، وہ ہی رہا، تورات میں اس کے اصول بیان کئے گیے ہیں۔[8]

اس کے علاوہ صدیوں سے تاراوان کے شامی عیسائی جن میں کسی خاص طریقے سے کسی کی ذاتی ملکیت کو وقف کرنے کا رواج بھی تھا، لیکن یہ عمل صرف شامی عیسائیوں میں تھا، باقی عیسائی بائبل کے مطابق ان کے قانون پر عمل کرتے تھے۔

گھانا جو مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ اور اس ملک کی سرحدیں ٹوگو برکینا فاسو اور کوت داووغ سے جا کر ملتی ہیں۔ اکان جو گھانا کی آبادی کا 48٪ ہے جس کو سب سے بڑا قبیلہ مانا جاتا ہے، اس کے مطابق ایک خاندان سے جو بھی افراد ہوتے ہیں وہ ہی وراثت کے اصل حقدار ہوتے ہیں، یعنی خون کے رشتہ دار ہی میراث کے حقدار ہوتے ہیں۔ مشرق وسطی میں موجود علاقہ نانومبا قبیلے جو بزرگ مانے جاتے ہیں، ان کے مطابق ایک خاندان سے پلنے والے صرف مرد حضرات میں ہی وراثت منتقل ہو سکتی ہے۔[9]

اس کے علاوہ میراث کا قانون جو عیسائیت میں رائج ہے، اسے پرومو گینیچر کہا جاتا ہے، جسے اس مذہب میں خاص حیثیت حاصل ہے۔ یہ ایک پرانہ قانون ہے جس میں رواج کے مطابق پرائموجینیچر کا حق ہے کہ وہ سب سے پہلے یا کسی بھی بچوں، کسی بھی غیر قانونی بچے یا کسی بھی وابستہ رشتہ دار کے درمیان مشترکہ حصولیت کو ترجیح دیتے

[7] Maulana Ishtiaq Ahmad Dar Bhangooi, Sharh Saraji (Lahore: Al-Bishri Welfare and Educational Trust Registered, n.d.), 38.

[8] Mwthew Mini, "Christianity and Inheritance Rights Prior to the Early 16th Century" (n.p., n.d.).

[9] Edward Kutsoati and Randall Morck, "Family Ties, Inheritance Rights, and Successful Poverty Alleviation: Evidence from Ghana," Journal Name (year): 216-25.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

ہوئے والدین کی خدمات یااہم جائیداد کا وارث ہو۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اصلی ملکیت جو میت کی ہے اسے تقسیم ہونے سے بچایا جائے،پرو موجینیچر کے قانون کے مطابق قریبی رشتہ دار زیادہ وراثت کے حقدار ہوتے ہیں۔اس قانون میں عیسائیت میں اکثر بہن، بھائیوں میں جھگڑے وراثت کے معاملے میں ہی ہوتے تھے ،اس لیے اس قانون کو پہلے امریکہ کی ریاست نے 1777ع میں ختم کر دیا،اس کے بعد اس میں موجود خرابیوں کے باعث اسے برطانیہ نے بھی 1925ع میں ختم کر دیا۔

میت کا بیٹا:

عیسائیت میں بیٹے کی وراثت وہ یہ ہے جو بائبل نے دی، یعنی بڑے بیٹے کو مقدم رکھا۔اس کے علاوہ شام کے عیسائیوں نے یہ بھی قانون بنایا کہ بیوہ کے پیٹ میں پلنے والا بیٹا اس کے پچھلے شوہر کا وارث بن جائے گا، لیکن اس قانون پر مکمل عمل نہ ہو سکا۔اور یہ ہی قانون پرو گینیچر کے نظام میں بھی رہا۔اس کے تحت یہ سمجھا گیا کہ پہلی اولاد والدین کے لیے باعث رحمت ہوتی ہے،اس لیے بھی کہ وہ باقی اولاد کے مقابلے میں والدین کی زیادہ توجہ کا مرکز بھی رہا ہوتا ہے،اور اسے خاندان سے جو محبت و شفقت ملتی ہے وہ ہی اس کے باقی بھائیوں میں منتقل ہو جاتی ہے، میراث کے معاملے میں بھی وہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

میت کی بیٹی:

وراثت کے قانون میں بیٹی کو وراثت میں حصہ دینے سے انکار کیا گیا، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ وہ باپ کی جائیداد میں حقدار نہیں ہو سکتی، اگر میت کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تو اس صورت میں باپ کی ملکیت اسے ملے گی، لیکن اس کے لیے بھی شرط یہ کہ اسے شادی اپنے ہی خاندان میں کرنی پڑے گی تا کہ ملکیت باپ کے کسی عزیز کو ہی ملے، اگر وہ لڑکی خاندان میں شادی نہیں کرتی تو باپ کی ملکیت سے محروم ہو جائے گی۔[10]

میت کی بیوی:

آرڈیننس مارٹیم میراث کے قانون کے مطابق میت کی بیوہ کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔بیوی اور بچوں کی وراثت کے حقوق کے لیے ان کی شادی ان کے نسب اور ان کی روایات پر منحصر ہے۔ گانا کے نجی قانون کے مطابق

[10] Encyclopedia.com, "Primogeniture," accessed March 5, 2024, https://www.encyclopedia.com/law/law/primogeniture.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

عورت شادی کے بعد مرد کے پاس رہی ہے، اور مرد نے اس کی حفاظت بھی کی ہے، اس کی ملکیت میں جو چیزیں تھیں، جو وہ استعمال کرتی تھی، اسے ملے گی۔ اس کے علاوہ جو بھی کاروبار اور باقی ملکیت ہے وہ باقی لوگوں میں تقسیم ہو گی۔[11]

میت کا باپ:

اس کا قانون وہی جو بائبل نے دیا ہے، یعنی باپ کے سامنے اگر بیٹے کی وفات ہو جاتی ہے تو بیٹے کی جائیداد سے کچھ حصہ باپ کو ملے گا۔

میت کے بہن، بھائی:

میت کے بہن بھائیوں میں بائبل کے قانون اور پرومو گینیچر نظام کے تحت بڑے بھائی کو باقی بھائیوں کے نسبت زیادہ حصہ ملتا ہے، اور بہن کو بھائیوں کی موجودگی میں حصہ نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ وہاں اکثر جھگڑے بہن بھائیوں کے میراث کے معاملے میں ہی ہوتے ہیں۔[12]

اسلام میں تقسیم میراث کے اصول

ذوی الفروض (وہ ورثاء جن کے حصے متعین ہیں) اور ان کے حصص کی تفصیل:

ذوی کی لغوی معنی ہیں، والا یا مالک، اور فروض فریضہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں یعنی متعین حصے کا مالک۔[13] ذوی الفروض اصطلاح میں ان ورثاء کو کہا جاتا ہے، جن کا حصہ قرآن وسنت یا اجماع امت سے متعین ہے۔[14] ان کو اصحاب الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ صاحب جن کو ان کو مقرر حصے دیے جائیں گے۔ یعنی اب آپ کے پاس کوئی شخص میراث کے حوالے سے کوئی مسئلہ لے کر آتا ہے تو اسے آپ کس طرح تقسیم میراث کے قوانین بتائیں گے یا اس کو کس طرح حل کریں گے۔ تو اب سب سے پہلے تو جو تین حقوق شریعت نے بتائے ہیں، ان یعنی کفن دفن، قرض

---

[11] Kutsoati, Edward, and Randall Morck. "Family Ties, Inheritance Rights, and Successful Poverty Alleviation: Evidence from Ghana." Journal Name, n.d. 223-24.

[12] Encyclopedia.com. "Primogeniture." Accessed March 5, 2026. https://www.encyclopedia.com/law/law/primogeniture.

[13] Abd al-Hay Abdu, Mirath Wasiyat ke Sharee'i Ahkaam (Islamabad: Shariah Academy, International Islamic University, 2015), 65.

[14] Siraj al-Din Muhammad bin Abd al-Rashid Hanafi, Al-Siraji fi al-Mirath, 1st ed. (Multan: Maktaba Ulumiya, n.d.), 3.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

اور وصیت۔اس کے بعد جو مال بچ جاتا ہے اسے تقسیم کرنا ہوگا،اب معلوم کرنا ہوگا کہ میت کے ذوی الفروض رشتوں میں کون کون موجود ہیں، تاکہ ان کو ان کے مقررہ حصے دیے جائیں۔اور باقی جو اس سے بچتا ہے اسے عصبات میں تقسیم کیا جائے گا۔[15]

میت کی جائیداد میں اس کی میراث کے حوالے سے جتنے بھی رشتیدار مستحقین ہیں،ان میں سب سے مقدم یعنی اول ذوی الفروض ہیں، جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کے حصے خود اللہ تعالی نے کتاب میں متعین کئے ہیں ،اور نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی سنت کے ذریعے تصریح کردی ہے کہ ان کے حصے سب سے پہلے دیں،ان میں اس طرح کی تقسیم کے بعد جو مال بچ جائے ان کو قریبی رشتہ دار مرد کے لیے خاص کیا گیا ہے،اس حوالے سے حدیث کے الفاظ بھی ہیں، أَلحقوا الفرائض بأهلها، فما بقي فهو لأولى رجل ذكر۔(جن کے حصے ہیں ان کو دیں،اس کے علاوہ جو بچ جائے وہ قریبی رشتہ دار مرد کا حصہ ہے)۔اس سے ثابت ہوا کہ جب تک ذوی الفروض جن کا حصہ شریعت مقدس سے ثابت ہے ان کو ان کے حصے نہ دے دیے جائے،تب تک باقی دوسرے وارثین کو کچھ نہیں ملے گا۔[16]اور جو حصے کتاب اللہ میں متعین ہیں ، جن کو اصطلاح میں سہام المقردہ فی القرآن کہا جاتا ہے ، ان کی تعداد تضعیف (دوگنا) اور تنصیف (نصف نصف) کے اعتبار سے چھ بنتی ہیں۔[17]

ان سہام المقردہ فی القرآن کے مستحقین کو ذوی الفروض یا اصحاب الفرائض کہا جاتا ہے۔علماء نے ان ذوی الفروض کی تعداد کل بارہ بتائی ہے، جن میں سے چار مرد حضرات اور آٹھ عورتیں ہیں۔

چار مرد:،باپ،دادا،اخیافی بھائی (یعنی ایسا بھائی جن کی ماں دونوں کی ایک ہو لیکن باپ الگ ہوں) شوہر۔

آٹھ عورتیں؛بیوی،بیٹی،پوتی،عینی بہن (سگی بہن)،علاتی بہن،(اس میں دونوں بہنوں کا باپ ایک ہو، لیکن ماں الگ ہو)اخیافی بہن،ماں اور جدہ(یعنی نانی،دادی)عربی میں جدہ سے مراد ماں کی ماں اور باپ کی ماں لیا جاتا ہے۔[18]

عصبات:(ددھیالی رشتہ دار)اور ان کے حصص کے اصول:

---

[15] Shukat Ali Qasmi, Islam ka Qanoon-e-Wirath, 1st ed. (Saidu Sharif: Idara Farqan, January 2010), 41.

[16] Mufti Muhammad Naeem, Ahkaam-e-Mirath aur Tareeqa Taqseem-e-Mirath (Karachi: Rahmani Publications, n.d.), 13.

[17] Abdu, Mirath Wasiyat ke Sharee'i Ahkaam, 65-66.

[18] Muhammad Naeem, Ahkaam-e-Mirath, 13, 15.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

لفظ عصبہ، عصوبہ سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں گھیرنا۔اور عصبات اس کی جمع ہے،اس کی ایک اور معنی پٹھے کے بھی آتے ہیں،اصطلاح میں وہ شخص جو گوشت پوشت میں شریک ہو،یعنی میت کے پدری رشتہ دار جس میں بیٹے، باپ ،بھائی اور چچا آجاتے ہیں، جن کے عیب دار ہونے سے خاندان کو عیب لگے۔شریعت میں اولاد باپ کی ہوتی ہے،اس لیے عورت کے خاندان کی اولاد عصبہ نہیں ہوتی،کیوں کہ وہ اولاد تو اس کے شوہر کی ہوتی ہے،اصلی وارث عصبہ ہے۔ اور علم المیراث کے اعتبار سے عصبہ وہ ہے جو کا تنہا وارث ہو تو کل جائیداد کا مالک نہیں تو ذوی الفروض کے ساتھ مل کر وارث بنتا ہے۔اس لیے بیٹا شرع میں ذوی الفروض سے نہ ہوگا۔ذوی الفروض کے بعد عصبہ کا حق ہے،ان کو دینے کے بعد جو بچ جائے وہ عصبہ کو دیا جائے گا،اگر ذوی الفروض میں کوئی بھی نہ ہو تو سب عصبہ کو ملے گا۔[19]

ذوی الارحام:(ننھیالی رشتہ دار)اور ان کے حصص کے اصول:

ارحام رحم کی جمع ہے جس کے لغت میں معنی ہیں، ھو مکان تکوین الجنتین فی بطن امہ (ماں کے پیٹ میں بچہ جننے کی جگہ) پھر اس کا اطلاق مطلق قرابت پر ہونے لگا۔چاہے یہ اقارب باپ کی جہت سے ہوں یا ماں کی جہت کے ہوں،اسی وجہ سے لغت اور شریعت کی اصطلاح میں اقارب کے اوپر کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاح میں وہ رشتہ دار جو میت کی جائیداد میں حصہ دار ہیں، یا ان کا کتنا حصہ ہے یہ نہ قرآن وسنت سے ثابت ہے نہ ہی اجماع سے ان کا حصے مقرر ہیں، نہ وہ ذوی الفروض ہوں اور نہ ہی وہ عصبات ہیں۔اور پھر یہ صحیح طور پر استعمال زیادہ قرابت کی رشتہ داری پر ہونے لگا، چاہے وہ رشتہ داری ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے، جیسے ماموں، خالہ ،بھانجہ، نواسی، اور پھوپھی۔جب میت کے ذوی الفروض رشتے اور عصبات موجود نہ ہو تو "الاقرب فالاقرب" کے قانون کے حساب سے یہ ان ذوی الارحام کو میت کی جائیداد میں مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ان کا حکم بھی عصبہ کی طرح ہے، کہ اگر وہ تنہا ہو تو کل جائیداد کا مالک ہوگا، اور اجماع سے ثابت ہے کہ اگر کوئی عصبہ یا ذوی الفروض میں سے ہوگا تو

---

19 Muhammad Rawas Qalaji and Hamid Sadiq Qanbi, Mu'jam Lughat al-Fuqaha, 2nd ed. (Beirut: Dar al-Nafais lil-Tiba'a wal-Nashr wal-Tawzi', 1408 AH), 1:313.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

یہ ذوی الارحام میراث سے محروم ہو جائینگے،اور اجماع ہے کہ شوہر یا بیوی کی وجہ سے ذوی الارحام محروم نہیں ہوتے، بلکہ شوہر یا بیوی کو دینے کے بعد بقیہ ذوی الارحام میں اقرب میں تقسیم ہو گا۔[20]

عول اور رد کی صورت میں تقسیم میراث کے اصول:

عول کی تعریف:

لغت میں عول کی کئی معنی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

1۔ ظلم، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے، ذالک ادنی الا تعولوا۔

2۔ ارتفاع یعنی بلند ہونا، جیسے کہا جاتا ہے کہ عال الماء یعنی پانی بلند ہو گیا۔

3، زیادہ بڑھ جانا، جیسے عربی محاورہ ہے عال المیزان، جب ترازو کا ایک پلڑا زیادہ ہو جاتا ہے تو یہ جملہ کہا جاتا ہے یعنی ترازو بڑھ گیا،

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں عول سے مراد مجموعہ سہام میں اضافہ ہو جانا ہے، اور ورثاء کے حصوں میں کمی آ جانا ہے، یعنی میراث میں وارثوں کے حصوں کے مطابق جو چیز تقسیم کی جا رہی ہے اسے بڑھا دینا، مثال ہمیں ایک سیب سے چار لوگوں کے حصے کرنے تھے، جب ہم تقسیم کریں تو حصہ دار پانچ ہو جائے، اس حساب سے ہمیں پھر اس سیب کے پانچ حصے کرنے ہونگے اس حصہ کا بڑھ جانا عول کہلاتا ہے، اور اس تقسیم سے ہر ذوی الفروض کے حصہ میں کچھ کمی کی جاتی ہے۔ اور اس طرح کے مسئلے کو عائلہ کہا جاتا ہے۔

عول کی ابتدا:

عول کا مسئلہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق کے دور میں پیش آیا، اس وقت ایک عورت کا انتقال ہوا، اور اس نے اپنے پیچھے شوہر اور دو سگی بہنیں چھوڑیں، شوہر کا حصہ نصف ہے اور بہنوں کا حصہ دو ثلث مخرج چھ حاصل ہوا۔ چھ کا نصف تین اور ثلث چار ہوا۔ کل چار ہوئے جو مخرج چھ سے زیادہ ہے۔ شوہر نے حضرت عمر سے اس کا ترکے میں سے نصف حصہ چاہا، اسی طرح بہنوں نے دو ثلث مانگا، جسے سن کہ حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں نہیں جانتا کس کو ترکہ دینے

---

[20] Nasir bin Abd al-Sayyid Abi al-Makarem al-Mutrizi, Al-Mughrib fi Tarteeb al-Mu'rab (Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, n.d.), 1:461.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

میں مقدم کروں، اور کس کو موخر۔ یعنی اگر شوہر کو اس کا نصف حصہ پورا دے دوں بہنوں کا حصہ کم ہو جائے گا۔ اور اگر بہنوں کو ان کا دو ثلث پورا دے دوں تو شوہر کے لئے نصف نہیں بچے گا، اس مشکل کا حل تلاش کرنے کے لیے صحابہ سے مشورہ طلب کیا گیا، تو حضرت زید بن ثابت نے عول کا طریقہ بتایا، جسے پسند کیا گیا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا گیا، اور اسی طرح عول پر اجماع صحابہ ہو گیا۔[21]

رد کی تعریف:

لغت میں رد کی معنی ہیں لوٹانا، اور اصطلاح میں رد سے مراد ہے کہ جب میت کے ورثاء میں سے کوئی عصبہ نہ ہو، صرف ذوی الفروض نسبی ہوں، تو ان میں ان کے حصے جو شریعت نے ان کے لیے مقرر کیے ہیں وہ تقسیم کیے جائینگے، اس کے بعد جو مال اضافی بچتا ہے، اسے سوائے زوجین کے دوسرے ذوی الفروض میں تقسیم کیا جاتا ہے، اسے رد کہا جاتا ہے۔ رد اور عول کو ایک دوسرے کی ضد کہا جاتا ہے، رد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ صرف ذوی الفروض نسبی پر ہوتا ہے، اس لیے اسے من یرد علیہ کہا جاتا ہے، یعنی جن کو تقسیم کے بعد بچا ہوا مال دیا جائے، اس کے مطابق رد کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

1۔ میت کے جو بھی وارث ہوں ان کی ایک صنف ہوں، جیسے چار بیٹیاں یا بہنیں اور ان کے ساتھ شوہر اور بیوی نہ ہو، تو مسئلہ رؤس (افرادی تعداد کا مجموعہ) سے مسئلہ بنایا جائے گا۔

مثال: اگر میت کی تین بیٹیاں ہوں تو اصل مسئلہ ان کی افرادی تعداد سے بنے گا، یعنی تین ہو گا، اگر پانچ بیٹیاں ہیں تو مسئلہ پانچ سے بنایا جائے گا۔ یا فرض کریں میت کے وارثوں میں دادی ہے اور اس کے ساتھ اخیافی بھی ہے تو اصل مسئلہ دو کو بنایا جائے گا کیوں کہ دونوں کے حصے ایک جیسے ہیں، (یعنی 6/6، 1/1)[22]

عیسائیت اور اسلام میں تقسیم میراث کا تقابلی مطالعہ:

اسلام اور عیسائیت میں بیٹے کا حصہ:

اس مذہب میں بھی بائبل کی تعلیم کے حساب سے قوانین بنائے گئے ہیں کہ بڑے بیٹے کو باقی بھائیوں سے زیادہ حصہ ملے گا کیوں کہ وہ خاندان کا پہلا بچہ ہے اور اسے جو ماں باپ اور خاندان سے پیار ملا ہے، وہ ہی پیار باقی بھائیوں

---

[21] Abdu al-Hay, Mirath Wasiyat ke Sharee'i Ahkaam, 111.
[22] Safi Ahmad Madni, Ilm al-Mirath, 1st ed. (Delhi: Maktaba Tarjuman, n.d.), 41.

میں منتقل ہو جاتا ہے گویا کہ وہ اس خاندان کے لیے باعث رحمت ہے۔ان سب باتوں کو بنیاد بنا کر وہ میراث کے معاملے میں بھی اسے مقدم رکھتے ہیں۔

جب کہ دین اسلام میں بیٹوں کے لیے بڑے چھوٹے کی کوئی قید نہیں۔دین اسلام میں پہلے بیٹے کا حصہ بھی باقی سب بیٹوں کے مساوی ہوتا ہے، اور یہ ہی عدل کا تقاضا ہے۔اور یہ عقل کے بھی خلاف ہے کہ بڑے بیٹے کو میراث میں کم یا ذیادہ حصے دیے جائیں کیوں کہ یہ اللہ کی مرضی ہے وہ جسے چاہے بڑا پیدا کرے اور جسے چاہے چھوٹا پیدا کرے۔اس میں انسان بلکل بے اختیار ہوتا ہے۔البتہ اس مذہب میں بیٹی کے مقابلے میں بیٹوں کا ڈبل حصہ رکھا گیا ہے، باقی بھائیوں کے حصوں میں کوئی تفریق نہیں سب کو ایک جتنا حصہ ملے گا۔

بیٹی کا حصہ:

عیسائیت میں بیٹی کی میراث کو نظر انداز کیا گیا ہے، چاہے وہ شادی کرے یا نہ کرے اسے اپنے والدین کی طرف سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ایک صورت میں وہ اپنا حصہ لے سکتی ہے کہ گر میت کا کوئی بیٹا اور پوتا نہ ہو، لیکن اس کے لیے بھی شرط یہ کہ اسے اپنے خاندان میں ہی شادی کرنی پڑے گی۔تا کہ اسے ملنے والا حصہ اس کے خاندان سے باہر نہ جائے، بلکہ باپ کے کسی قریبی رشتہ دار کو ملے۔جب کہ دین اسلام میں بیٹی کو کسی صورت میراث سے محروم نہیں رکھا گیا۔اس میں بیٹی کے مختلف حالات بیان کئے گئے ہیں جن کی بنا پر وہ کم یا ذیادہ لیکن اپنا حصہ ضرور لیتی ہے۔جب کہ اس مذہب میں عورت کو کبھی مرد کے ساتھ اس کے برابر حصہ ملتا ہے، تو کبھی مرد سے بھی زیادہ حصہ لے جاتی ہے۔اور بعض حالات میں تو عورت کو اس حصہ ملتا ہے، لیکن مرد وہ ہی رشتہ ہونے کے باوجود میراث سے محروم ہو جاتا ہے، جب کہ بہت کم صورتوں میں عورت مرد سے کم حصہ لیتی ہے۔

بیوہ کا حصہ:

اس مذہب میں میت کی بیوہ ان کی روایات کے مطابق اگر زندگی گذارتی ہے تو کو ایک تہائی حصہ ملتا ہے ۔جب کہ دین اسلام میں بیوہ کی دو حالتیں بیان ہوئی ہیں جس کی وجہ سے اس کے حصے میں فرق آتا ہے، لیکن اسے کسی صورت میراث سے محروم نہیں کیا گیا۔اور یہ ایک مسلمہ حقیقت کہ پوری دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے کہ جس میں

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

عورتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔اور ہر شعبہ میں عورتوں کے حقوق کی نمائندگی کی ہے،اسی مذہب نے ہی عورت کو عزت دی بلندیوں پر چڑھایا۔

اگر علم میراث سے کوئی تھوڑا سا بھی واقف ہے تو وہ جانتے ہیں کہ میراث میں جو ورثاء ہیں جنہیں اصحابِ فرائض کہا جاتا ہے اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ صرف چار مرد ہیں۔ باقی سب عورتیں ہیں جن کی تعداد آٹھ ہے۔جس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔

باپ کا حصہ:

اس مذہب میں بھی وہ ہی قانون ہے جو بائبل میں دیا گیا ہے کہ اگر بیٹے کی وفات باپ کے سامنے ہو جاتی ہے تو اس کی ملکیت میں سے کچھ حصہ باپ کو ملے گا۔جب کہ اسلام میں میت کے باپ کے تین حالات بیان کئے گئے ہیں، جن کو بنیاد بنا کر باپ کے مختلف حالت میں مختلف حصے دیئے جاتے ہیں۔

بہن بھائیوں کا حصہ:

بائبل کے قانون کے مطابق بڑے بھائی کو باقی بھائیوں کے مقابلے میں زیادہ حصہ ملتا ہے۔اور بھائیوں کی موجودگی میں بہن کو حصہ نہیں دیا جاتا۔جب کہ اسلام میں بھائیوں کو عصبہ کہا گیا ہے یعنی خاندان کے وہ وارث ہوتے ہیں۔چاہے چھوٹا ہو یا بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے اس کے ذوی الفروض سے بچے حصے ملیں گے۔

نتائج تحقیق:

اس تحقیق سے تقسیمِ میراث کے حوالے سے اسلام کے مندرجہ ذیل اصول و قوانین معلوم ہوئے:

1. اسلام میں میراث تقسیم کرنے سے پہلے میت کے ترکہ سے اس کے کفن و دفن کا خرچہ نکالا جائے گا۔اگر اس پر قرضہ ہو گا تو وہ اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو گی تو کفن، دفن کے خرچے نکالنے اور قرض ادا کرنے کے بعد جو ملکیت بچے گی اس کے زیادہ سے زیادہ تیسرے حصے سے اس کی وصیت جاری کی جائے گی۔
2. اسلام میں میت کے ترکہ سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جائیں گے جن کے حصے قرآن میں متعین ہیں۔ان کے متعین حصے نکالنے کے بعد اگر کچھ ملکیت بچے گی تو باقی ورثاء پر تقسیم ہو گی ورنہ نہیں۔

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

3. میت کا چھوڑا ہوا مال خواہ موروثی ہو، خواہ اس کی اپنی ذاتی کمائی، ہر حال میں میراث کے اصول وہی لاگو ہوں گے جو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں۔
4. میت چاہے مرد ہو یا عورت اس کے ترکہ کو ان ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا جو اس کی وفات کے وقت زندہ تھے۔
5. اسلام میں میراث کو تقسیم کرنے کے لیے ذوی الفروض رشتوں کے مختلف حالات ہوتے ہیں، جن کے تحت ان کو حصے دینا ضروری ہے۔
6. اسلام میں عورتوں کو میراث سے کسی صورت محروم نہیں کیا گیا، بلکہ بعض صورتوں میں وہ مرد سے زیادہ حصہ بھی لے جاتی ہیں۔
7. ذوی الفروض رشتوں کو ان کے متعین حصے دینے کے بعد عصبات (ددھیالی رشتہ داروں) کے حصے ہوتے ہیں، جو بقیہ ملکیت لے جائیں گے۔
8. باقی وہ رشتے جو نہ ذوی الفروض میں ہوں اور نہ عصبات میں ہوں، جنھیں ذوی الرحام (ننھیالی رشتہ دار) کہا جاتا ہے ان کو میت کی میراث سے تب ملے گا جب ذوی الفروض اور عصبات نہ ہوں۔
9. اگر مرنے والا شخص مرتد ہوا ہو تو اس کا مال بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

مسیحیت کے قوانینِ میراث پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ:

10۔اسلام کے علاوہ الہامی اور غیر الہامی دونوں قسم کے مذاہب میں عورت کو میراث سے محروم رکھا گیا ہے۔
11۔اس مذہب میں ناجائز بیٹے کو بھی ملکیت میں سے حصہ ملتا ہے۔ لیکن جائز بیٹی کو ملکیت کا کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔
12۔اس مذہب میں عورت مرد کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔
13۔ مسیحیت میں بھی پہلے تورات پر عمل ہوتا تھا، اور میراث کے سلسلے میں بھی وہی قوانین تھے۔
14۔ موجودہ مسیحیت میں کئی فرقے ہونے کی وجہ سے ہر فرقے کے الگ الگ میراث کے قوانین ہیں، جو کہ رومیوں اور یونانیوں سے لیے گئے ہیں۔
15۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ اسلام کا نظام میراث بلکل انصاف پر مبنی ہے، جس پر کسی بھی رشتہ دار پر کوئی ظلم نہیں بلکہ کمزور رشتوں پر زیادہ رحم کیا گیا ہے کہ ان کے حصے مقرر کئے گئے ہیں۔

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNA
Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

خلاصہ:

لفظ میراث کے معنی ہیں، وہ مال جو میت چھوڑ کر جائے، اور اس علم میں میراث کے حقدار اور ان کے حصوں کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔اس علم میراث کے ذریعے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ کسی شخص کے انتقال کے بعد کون اس کا وارث ہو گا اور کون نہیں؟ اور اس کے ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا۔ مسیحیت میں بھی تقریبا وہ ہی قوانین ہیں، جو یہودیت میں ہیں کیونکہ حضرت عیسی نے شریعت موسوی کے قوانین پر عمل کیا تھا، اس لیے وراثت کے سلسلے اس مذہب میں بھی وہ ہی نقطہ نظر ہے جو تورات میں مذکور ہے۔ لیکن مسیحت نے بعد میں تورات کے احکامات میں تحریف کی۔اس لیے موجودہ مسیحیت میں میراث کے قوانین وہ نہیں، جو حضرت عیسی نے دیے تھے۔اب اس مذہب میں مختلف فرقے پائے جاتے ہیں جن کے مختلف قوانین ہیں۔جو کہ اکثر رومی اور یونانی قوانین سے ماخوذ ہیں۔

دین اسلام میں میراث کے معاملات بہت نازک ہیں۔قرآن کریم میں کافی جگہوں پر اس کے احکام ملتے ہیں لیکن سورہ النساء کی تین آیات (آیت نمبر 12، 11 اور 176) میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔میراث کے مسائل میں فقہاء اور علماء کا اختلاف بہت کم ہے۔اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس علم کو سیکھنے کی بہت ترغیب دی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ نصف علم ہے، لوگ جلدی اس کے مسائل بھول جاتے ہیں، اور یہ پہلا علم ہے جو کہ میری امت سے اٹھالیا جائے گا۔

Bibliography:

Al-Quran.

Abdu, Abd al-Hay. Mirath Wasiyat ke Sharee'i Ahkaam. Islamabad: Shariah Academy, International Islamic University, 2015.

Al-Mutrizi, Nasir bin Abd al-Sayyid Abi al-Makarem. Al-Mughrib fi Tarteeb al-Mu'rab. Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, n.d.

Al-Nawawi, Yahya bin Sharaf. Sharh Muslim lil-Nawawi. n.p., n.d.

Dhu al-Faqar Ali, Hafiz. Taqseem-e-Mirath ke Sharee'i Ahkaam. Lahore: Maktaba Baith al-Islam Lahore, n.d.

Encyclopedia.com. "Primogeniture." Accessed March 5, 2026. https://www.encyclopedia.com/law/law/primogeniture.

Hanafi, Siraj al-Din Muhammad bin Abd al-Rashid. Al-Siraji fi al-Mirath. 1st ed. Multan: Maktaba Ulumiya, n.d.

Kutsoati, Edward, and Randall Morck. "Family Ties, Inheritance Rights, and Successful Poverty Alleviation: Evidence from Ghana." Journal Name, n.d.

Madni, Safi Ahmad. Ilm al-Mirath. 1st ed. Delhi: Maktaba Tarjuman, n.d.

Maulana Ishtiaq Ahmad Dar Bhangooi. Sharh Saraji. Lahore: Al-Bishri Welfare and Educational Trust Registered, n.d.

Mini, Mwthew. "Christianity and Inheritance Rights Prior to the Early 16th Century." n.p., n.d.

Muhammad, Abd al-Muneeb. Taqseem-e-Wirath aur Hamara Muashra. Lahore: Mashraba Ilm wa Hikmat (Dar al-Shukr), n.d.

Muhammad Naeem, Mufti. Ahkaam-e-Mirath aur Tareeqa Taqseem-e-

Vol. 11, No. 2 || July-December 2025|| P. 120-137
https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar5

Mirath. Karachi: Rahmani Publications, n.d.

Qalaji, Muhammad Rawas, and Hamid Sadiq Qanbi. Mu'jam Lughat al-Fuqaha. 2nd ed. Beirut: Dar al-Nafais lil-Tiba'a wal-Nashr wal-Tawzi', 1408 AH.

Qasmi, Shukat Ali. Islam ka Qanoon-e-Wirath. 1st ed. Saidu Sharif: Idara Farqan, January 2010.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)